REGD. NO. L. 5254

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فون نمبر ۹۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

خطبہ نمبر ۳۹
یوم جمعہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ
فی پرچہ ۱۰/

جلد ۴۷/۱۲ ۳ اخاء ۱۳۳۷ ہش ۳ اکتوبر ۱۹۵۸ء نمبر ۲۲۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ۔ یکم اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے" الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

خطبہ جمعہ

دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم میں اور ہماری آئندہ نسلوں میں ہمیشہ اعمالِ صالحہ اور نورِ ایمان کو قائم رکھے

جو لوگ اپنی اولاد کی نیک تربیت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اُن کی نسلیں روحانی لحاظ سے تباہ ہو جاتی ہیں

اپنی اولاد کو دُنیا طلبی کی خواہش سے بچاؤ اور ہمیشہ انہیں بتاتے رہو کہ جو اللہ تعالےٰ کے ہو جاتے ہیں

اللہ تعالےٰ ان کا ہو جاتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

یہ خطبہ ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ واری پر شائع کر رہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پچھلے سے پچھلے جمعہ بھی

گرمی کی شدت تھی

اور میں نے شکایت کی تھی کہ گرمی کی وجہ سے طبیعت خراب رہتی ہے۔ مگر پھر اللہ تعالےٰ نے ایسا فضل کیا۔ کہ بارش ہو گئی۔ اور ایسی ٹھنڈک ہو گئی کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ہم کسی اونچے پہاڑ پر رہتے ہیں۔ مگر آج پھر گرمی کی شدت ہے۔ معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ گرمی کم ہونے میں ہی نہیں آتی۔ حالانکہ ستمبر کا وسط آ گیا ہے۔ بہرحال میں آج یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ قرآن کریم میں

اللہ تعالےٰ کے اسماء

الظاہر و الباطن بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے

هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ (سورۃ حدید ع ۱)

وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔ اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔

اس جگہ خدا تعالےٰ کو

الظاہر و الباطن

قرار دینے کا وہی مفہوم ہے جو

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ (سورۃ نور ع ۵)

میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی ظاہری طور پر جو خوبیاں اور نیکیاں کسی انسان میں پائی جائیں وہ بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی آتی ہیں۔ اور باطنی طور پر جو صفائی دل میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ اسی مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے کہ

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (انفال ع ۳)

یعنی جان لو کہ اللہ تعالےٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان چکر لگاتا رہتا ہے۔ یعنی انسانی قلب میں کوئی بھی ایسا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ جو اللہ تعالےٰ کی نظر سے نہ گزرتا ہو۔ اگر اللہ تعالےٰ انسان کی تائید میں ہو۔ تو

شیطانی وساوس اور شبہات

اس کے ایمان کو متذبذب نہیں کر سکتے لیکن اگر خدائی تائید شاملِ حال نہ ہو۔ تو شیطانی وساوس اس پر اثر ڈال لیتے ہیں۔ گویا بتایا کہ ظاہر میں جس قدر خوبیاں پائی جاتی چاہئیں وہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اور باطنی صفائی بھی اسی کے فضل سے میسر آتی ہے۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ لوگ عموماً سمجھ لیتے ہیں۔ کہ جب ہم اچھے ہیں تو لازماً ہماری اولاد بھی قیامت تک اچھی ہی رہے گی۔ اور اس وجہ سے وہ ان کی نیک تربیت اور دینی تعلیم سے غافل ہو جاتے ہیں جس کا

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ ان کی آئندہ نسلیں بالکل تباہ ہو جاتی ہیں۔ دنیا میں تمام تباہیاں اور بربادیاں اسی وجہ سے ہوتی ہیں۔ کہ لوگوں نے یہ خیال کر لیا۔ کہ جب ہم اچھے ہیں۔ تو لازماً ہماری اولاد بھی اچھی رہے گی۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

حالانکہ نہ تو یہ نیکیاں خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل ہوتی ہیں۔ اور نہ آئندہ نسلوں کی درستی اس کے فضل کے بغیر ہوتی ہے۔ اور اگر کسی وقت ہماری جماعت نے بھی اس نکتہ کو فراموش کر دیا تو اسے بھی انہی روحانی خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو پہلی قوموں کو پیش آئے۔ ہماری موجودہ حالت تو ابھی ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ" ابھی تو ہم نے کوئی کام ہی نہیں کیا۔ صرف چند آدمی زندگیاں وقف کر کے غیر ممالک میں گئے ہیں۔ مگر ان کی قربانی صحابہؓ اور حواریوں کی قربانیاں تو الگ رہیں۔ امت محمدیہ میں جو بلند مرتبہ صوفیاء گزرے ہیں۔ ان کی قربانیوں کے مقابلہ میں بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔

حضرت معین الدین صاحب چشتی

ایران کے علاقہ چشت سے ہندوستان آئے اور اجمیر چلے گئے۔ جہاں کئی سو میل تک ایک مسلمان بھی نہیں تھا۔ اور پھر کسی سے ایک پیسہ لئے بغیر ہی اپنی ساری عمر گزار دی۔ لیکن ہمارے مبلغوں کی طرف سے کئی دفعہ چٹھیاں آ جاتی ہیں کہ ہمیں خرچ کم ملتا ہے۔ اسے بڑھایا جائے۔ بعض لکھتے ہیں کہ اس کم خرچ میں لوگوں پر ہماری شان ظاہر نہیں ہوتی۔ لیکن

سوال یہ ہے

کہ کیا صرف انہی کو اپنی شان دکھانے کی ضرورت ہے۔ حضرت معین الدین چشتیؒ اور دوسرے اولیاءؒ کی کوئی شان نہیں تھی۔ انہوں نے تو غربت اور مسکنت میں ہی اپنی عمر گزار دی۔ مگر ہمارا مبلغ لکھتا ہے کہ ہمیں خرچ کم ملتا ہے اسے بڑھایا جائے۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے۔ تو جہاں تک غیر ممالک میں جانے کا سوال ہے ہمیشہ یہی کام کرنے والے جتنے آدمی ہیں سب غیر ممالک میں رہتے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ ان کو زیادہ تنخواہ ملتی ہے۔ اور ہمارے مبلغ کو کم ملتی ہے۔ ورنہ جہاں تک وطن سے باہر رہنے کا سوال ہے۔ اس میں ہمارا مبلغ اور ایمبیسیوں میں ملازمت اختیار کرنے والا نوجوان برابر ہوتے ہیں۔ بلکہ ہمارے مبلغوں کو جو گزارہ ملتا ہے، اس میں تو کئی غیر احمدی بھی احمدیت کی تبلیغ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر سال مجھے بعض غیر احمدیوں کے ایسے خطوط آ جاتے ہیں کہ ہم اس بات کے لئے تیار ہیں۔ کہ

غیر ممالک میں احمدیت کی تبلیغ

کریں۔ آپ ہمیں اپنے روپیہ پر باہر بھجوا دیں غرض غیر ممالک میں جانے کے لئے تو لوگ ترستے رہتے ہیں۔ اور ہمارا مبلغ مفت میں یورپ اور امریکہ پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں پہلی دفعہ یورپ گیا تو میرے بہنوئی نواب محمد علی خان صاحب کا ایک لڑکا بھی ان دنوں وہیں گیا ہوا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ

سلسلہ کے خلاف باتیں

کرتا ہے۔ میں نے ایک دوست سے جو اب بیرسٹر ہیں اور سرگودھا میں کام کرتے ہیں۔ اور ان دنوں تعلیم کے لئے وہاں گئے ہوئے تھے پوچھا کہ بات کیا ہے۔ اور وہ سلسلہ کے خلاف کیوں باتیں کرتا ہے اس نے کہا کہ اسے اس بات پر غصہ ہے کہ سلسلہ نے نوابوں کو ذلیل کر دیا ہے چنانچہ اس نے ایک مبلغ کا نام لے کر کہا۔ کہ انہوں نے جب اس جیسے ذلیل آدمی کو مبلغ بنا کر بھیج دیا۔ تو اب بتاؤ کہ

ہماری کیا عزت رہی

وہ اس مبلغ کے متعلق سمجھتا تھا کہ وہ بہت ہی ذلیل آدمی ہے۔ اور خیال کرتا تھا کہ جب انہوں نے فلاں شخص کو جو صرف انٹرنس پاس ہے مبلغ بنا کر بھجوا دیا ہے تو اب نواب تو ذلیل ہو گئے۔ ان کی بھلا کیا عزت رہی۔ گویا اسے یہ غصہ تھا کہ اتنے کم تعلیم یافتہ اور معمولی آدمی کو لنڈن کیوں بھجوا دیا۔ اور یہاں اس ملک میں کسی آدمی کا تبلیغ کے لئے جانا بڑی بھاری قربانی سمجھا جاتا ہے۔ وہاں ایک شخص کو اس لئے ابتلاء آ گیا کہ فلاں کو مبلغ بنا کر کیوں بھیجا گیا ہے۔ اور ہمارا مبلغ اس غلط فہمی کا شکار رہتا ہے کہ وہ

سلسلہ کی خدمت

کر کے کوئی قربانی کر رہا ہے۔ حالانکہ بیرونی ممالک میں ہمارے جس قدر مبلغ کام کر رہے ہیں۔ ان سب کو صرف سلسلہ کی وجہ سے ہی عزت اور شہرت نصیب ہوئی ہے۔ فلسطین میں جو ہمارے مبلغ رہے ہیں۔ ان کو بھی سلسلہ نے ہی تعلیم دلائی تھی۔ اور پھر وہاں جا کر بھی ان کی بڑی عزت ہوئی۔ جس دن انہوں نے وہاں سے روانہ ہونا تھا۔ اسرائیل کے پریذیڈنٹ نے اپنے سکرٹری کے ذریعہ انہیں پیغام بھجوایا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ واپس جا رہے ہیں۔ آپ جانے سے پہلے

ایک دفعہ مجھ سے ضرور مل لیں۔ چنانچہ وہ ملنے کے لئے گئے۔ اور جب باتیں ہو چکیں۔ تو وہ اپنے کمرہ سے باہر انہیں چھوڑنے کے لئے آیا۔ اور جب انہوں نے مصافحہ کیا تو سرکاری فوٹوگرافر جو اس نے پہلے سے مقرر کیا ہوا تھا اس نے فوراً دونوں کا فوٹو لے لیا۔ اور پھر سارے شام اور مصر اور امریکہ کے اخباروں میں اسے شائع کرایا گیا اور لکھا گیا کہ اسلامی مبلغ اسرائیل کے پریذیڈنٹ سے مصافحہ کر رہا ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

شام گئے۔ تو وہاں لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اسرائیل سے مل گئے ہیں انہوں نے کہا نہیں وہ کہنے لگے اخباروں میں تو تصویریں چھپی ہیں کہ آپ کا مبلغ اسرائیل کے پریذیڈنٹ سے مصافحہ کر رہا ہے۔ دراصل اس نے چالاکی کی تھی۔ بظاہر تو اس نے ہمارے مبلغ کو ملنے کے لئے بلوایا۔ مگر درپردہ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ہم مصافحہ کے وقت ان کا فوٹو لے لیں گے۔ اور تمام ممالک میں یہ پروپیگنڈا کریں گے۔ کہ اسلامی مبلغ اور اسرائیل میں دوستی ہے۔ چنانچہ جب وہ انہیں باہر چھوڑنے آیا۔ اور انہوں نے مصافحہ کیا۔ تو سرکاری فوٹوگرافر نے فوٹو لے لیا۔ اور اسے ہندوستان اور مصر اور شام اور امریکہ میں پھیلایا گیا۔ تو دیکھو ہمارے مبلغ کا کتنا بڑا اعزاز ہوا۔ کہ اسرائیل کا پریذیڈنٹ جو بادشاہ کے طور پر تھا اس نے خود ملاقات کی خواہش کی۔ اور پھر مصافحہ کے فوٹو اس نے تمام اخبارات میں شائع کروائے۔ اسی طرح ایران کا بادشاہ لنڈن گیا۔ تو اس نے ایک اعلیٰ درجہ کا کمپاس مسجد کے لئے تحفہ کے طور پر بھجوایا۔ ڈاکٹر سکارنو انڈونیشیا کا پریذیڈنٹ ہے۔ مگر اس نے

ہمارے مبلغ کا اتنا اعزاز کیا

کہ جب اس نے قرآن کریم کا ترجمہ تحفہ کے طور پر پیش کیا تو ڈاکٹر سکارنو کھڑا ہو گیا۔ اس نے قرآن کریم کو چوما۔ اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور پھر اسے دیکھ کر کہا کہ آپ لوگوں نے اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے۔ پھر جب وہ لاہور میں آیا۔ اور گورنر پنجاب کی طرف سے اس کی دعوت ہوئی۔ تو اس نے اپنے سکرٹری سے پوچھا کہ کیا احمدی مبلغ کو بھی بلایا

گیا ہے یا نہیں اس نے کہا نہیں۔ یہ کہنے لگا منتظمین کو کہہ دیا جائے۔ کہ ان کو بھی بلایا جائے۔ چنانچہ گورنر کی طرف سے ان کو بھی شمولیت کی دعوت آ گئی۔ اب دیکھو انڈونیشیا کے پریذیڈنٹ نے ہمارے مبلغ کا کتنا اعزاز کیا۔ کہ ہمارے اپنے گورنر نے تو اسے نظر انداز کر دیا۔ مگر اس نے کہا۔ کہ جب مجھے بلایا ہے۔ تو پھر ان کو بھی بلایا جائے۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ہمارے مبلغ نے دین کی خدمت کر کے کوئی قربانی کی ہے۔

حقیقت یہ ہے

کہ اس نے کوئی قربانی نہیں کی۔ بلکہ خدا نے اس پر یہ احسان کیا۔ کہ اس نے اسے خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اعراب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ تم نے اسلام قبول کر کے ہم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تم پر یہ احسان کیا ہے۔ کہ اس نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح انہیں

غیر ممالک میں

احمدیت کا مبلغ بنا کر سلسلہ نے ان پر احسان کیا ہے۔ ورنہ ان کی حیثیت ہی کیا تھی۔ کہ وہ کسی غیر ملک میں جا سکتے۔ ان کو تو شاید پاسپورٹ بھی نہ ملتا۔ انہیں اگر پاسپورٹ ملا۔ تو سلسلہ کے طفیل ملا۔ اور اگر وہ غیر ممالک میں گئے۔ تو سلسلہ کے طفیل گئے۔ حالانکہ دوسرے لوگوں کو پاسپورٹ ملنے میں بھی ہزاروں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

امریکن قونصل جنرل

جس کی حیثیت ایک وزیر کی ہوتی ہے۔ وہ ایک دفعہ لاہور میں مجھے ملنے کے لئے آیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر کوئی ایسی خدمت ہو جس کا میرے ساتھ تعلق ہو۔ تو مجھے بتایا جائے۔ میں اس کے متعلق اپنی پوری کوشش کروں گا۔ میں نے کہا۔

صرف ایک بات

ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے مبلغوں کو امریکہ کا ویزا (Visa) ملنے میں دقتیں ہوتی ہیں۔ ہمیں

رُکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں یہاں سے جتنے لوگ جاتے ہیں سب منگتے یا ہاتھ دیکھنے والے ہوتے ہیں اور ان کو ہمارا ملک پسند نہیں کرتا۔ ہم مبلغ صرف عیسائیوں کو سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ گرجا ان کی مدد کر رہا ہے باقی جس قدر لوگ ہیں ان کو ہم فقیر اور اڑپوپو سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا ہم تو اپنی جماعت کے مبلغین کو باقاعدہ خرچ بھجواتے ہیں۔ اسلئے ہمارے متعلق اس قسم کا کوئی خیال نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے اپنی حکومت کو اس بارہ میں چٹھی لکھی اور چند دنوں کے بعد اس کی طرف سے جواب آ گیا۔ جس کی ایک نقل اس نے مجھے بھی بھجوا دی۔ اس میں

حکومت امریکہ نے لکھا تھا

کہ ہم نے حکم دے دیا ہے کہ احمدی مبلغوں کے راستہ میں کسی قسم کی روک نہ ڈالی جائے۔ کیونکہ ہمیں اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ جیسے پادریوں کو باقاعدہ گذارے ملتے ہیں اسی طرح احمدی مبلغین کو بھی ان کا سلسلہ خرچ دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد روک دُور ہو گئی اور اب ہر مبلغ کو بڑی آسانی سے پاسپورٹ مل جاتا ہے۔ حالانکہ دوسرے لوگوں کو پاسپورٹ لینے کے لئے بھی بڑی بڑی رقمیں خرچ کرنی پڑتی ہیں۔

چوہدری رستم علی صاحب کا ایک بھتیجا یا بھانجا ایک دفعہ (تقسیم سے قبل) بمبئی میں اس جُرم میں پکڑا گیا کہ وہ پاسپورٹ بنوانے کے لئے لوگوں سے پانچ پانچ چھ چھ سَو روپیہ لیتا تھا۔ تو دوسرے لوگوں میں سے بڑی بڑی حیثیتوں والوں کو بھی پاسپورٹ کے ملنے میں کئی قسم کی دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ لیکن ہمارا مبلغ جو اُن سے بہت کم حیثیت ہوتا ہے اسے صرف جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے آسانی سے پاسپورٹ مِل جاتا ہے۔

پاکستان کے ایک سابق وزیر تھے جو اپنی بیوی کے ساتھ

یورپ کی سیاحت کے لئے گئے

زیورک میں وہ شیخ ناصر احمد صاحب سے بھی ملے اور کہنے لگے کہ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایکسچینج کی دقتوں کی وجہ سے بہت دیر بعد خرچ ملتا ہے۔ اگر آپ اِس دقت کو رفع کرا سکیں تو ہمیں آسانی ہو جائے گی۔ اس کی بیوی نے یہ بات سُنی تو وہ اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ ان کے متعلق ضرور کوشش کرو۔ اب تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ کام صرف یہی لوگ کر رہے ہیں۔ تمہارے ایمبیسڈر تو صرف گھروں میں بیٹھے رہتے یا سیریں کرتے رہتے ہیں۔ اس نے وعدہ کیا کہ میں پونڈوں کی کمی دُور کروانے کی کوشش کروں گا۔ مگر اس کے آتے ہی وزارت بدل گئی۔ اور وہ اپنے وعدہ کو پورا نہ کر سکا۔ مگر خدا تعالیٰ نے بعض اَور آدمی پیدا کر دیئے جنہوں نے پونڈوں کی کمی کے باوجود ہمارے ساتھ نیک سلوک کیا۔ اس کی وجہ سے ہمارے مبلغوں کو کچھ نہ کچھ خرچ پہنچتا ہی رہتا ہے۔ بہرحال

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

کہ وہ ہمیں قربانی کی توفیق دے رہا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ صرف اتنی قربانی کرنے پر ہم یہ کس طرح امید کر سکتے ہیں کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں سال تک خدا تعالیٰ کا سایہ ہماری جماعت کے سر پر رہے گا۔ صحابہ رضی نے جو قربانیاں کیں وہ اپنی ذات میں اتنی بے مثال ہیں کہ آج بھی ان کا تصور کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلال رضی کے نمونہ کو ہی دیکھ لو۔ کیا آج کوئی ایک بھی احمدی ہے جو بلال رضی جیسا نمونہ دکھا سکے۔ سخت گرمیوں کے موسم میں جب دھوپ خوب چمک رہی ہوتی تھی۔ لوہے کی میخوں والے جُوتے پہن کر مکہ کے لوگ بلال رضی کے سینہ پر چڑھ جاتے۔ اس پر ناچتے اور کودتے اور پھر کہتے کہ کہو خدا کے سوا اَور بھی معبود ہیں۔ مگر وہ یہی کہتے کہ اللہ اَحد۔ اللہ اَحد۔ اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے۔ پھر وہ ان کے

پیروں میں رسیاں باندھ کر

کنکروں والی گلیوں میں گھسیٹتے جس سے ان کا تمام بدن پھولتیاں ہو جاتا۔ مگر اس کے باوجود ان کی زبان سے یہی الفاظ نکلتے کہ اللہ اَحد۔ اللہ اَحد۔ اللہ اکیلا ہے۔ اللہ اکیلا ہے۔ ان کی یہ قربانی اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ ایک دفعہ جبکہ وہ مدینہ میں اذان دے رہے تھے کچھ نوجوانوں نے ہنسنا شروع کر دیا بلال چونکہ حبشی تھے اسلئے وہ اَشْهَدُ کہنے کی بجائے اَسْهَدُ کہا کرتے تھے۔ جب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ میں تشریف لے آئے تو آپ نے حضرت بلال رضی کو مؤذن مقرر فرما دیا۔ مگر وہ ہمیشہ اَشْهَدُ کہنے کی بجائے اَسْهَدُ کہا کرتے۔ کیونکہ وہ ش کا لفظ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ مدینہ کے بچے اور حدیث العہد نوجوان ان کی اذان سنتے تو اَسْهَد ان لا الٰہ الّا اللہ کہنے پر وہ ہنس پڑتے۔

ایک دفعہ وہ اسی طرح ہنسے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم تو بلال کے اَسْهَدُ ان لا الٰہ الّا اللہ کہنے پر ہنستے ہو مگر میں نے کشفی حالت میں دیکھا ہے کہ خدا عرش پر بلال کے اَسْهَدُ کہنے پر خوش ہو رہا ہے۔ گویا جس چیز کو تم ہنسی اور تحقیر کا موجب سمجھ رہے ہو وہی اس کی شان کو بڑھانے والی اور اس کی عزت کو دوبالا کرنے والی ہے۔ کیونکہ اس نے اس وقت اسلام قبول کیا تھا جب تمام لوگ دشمن تھے اور اسلام کے قبول کرنے پر اسے بڑی بڑی اذیتیں دیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی

کے خلاف جب فتنہ اُٹھا اور لوگوں نے آپ کو شہید کرنا چاہا تو اس وقت حضرت بلال رضی نے ان لوگوں کو سمجھایا اور کہا کہ اے لوگو تم ایسا نہ کرو ورنہ خدا تعالیٰ کا تم پر عذاب نازل ہو گا۔ لیکن لوگوں نے ان کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور حضرت ابوبکر رضی کے ایک بیٹے نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان رضی کی داڑھی پکڑ لی۔ حضرت عثمان رضی نے اسے کچھ نہیں کہا۔ صرف نظر اٹھا کر آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے اگر تیرا باپ اس جگہ ہوتا تو وہ یہ حرکت نہ کرتا۔ معلوم ہوتا ہے اس کے دل میں ابھی کچھ ایمان باقی تھا اس کا ہاتھ کانپ گیا اور وہ پیچھے ہٹ گیا مگر پھر ایک اَور منافق آگے بڑھا اور اس نے آپ کو شہید کر دیا۔ غور کرو کہ صحابہ رضی کتنی بڑی قربانیاں کرنے والے انسان تھے۔ کس طرح اسلام کی حفاظت کے لئے انہوں نے

دیوانہ وار اپنی جانیں قربان کیں

مگر دوسری تیسری نسل میں ہی لوگوں کے اندر ایسا بگاڑ پیدا ہو گیا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو میدانِ کربلا میں شہید کر دیا۔ حضرت معین الدین صاحب چشتی جنہوں نے اسلام کے لئے اتنی بڑی قربانی کی تھی کہ وہ ایران سے ہندوستان آئے اور بغیر ایک پیسہ لئے اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ انکی اولاد آج بھیک مانگ مانگ کر گزارہ کر رہی ہے۔ امراء حضرت معین الدین صاحب چشتی کے ادب کیوجہ سے انکی اولاد کو روپیہ دیدیتے ہیں جس سے وہ گزارہ کرتی ہے ورنہ اپنی ذات میں ان کے اندر کوئی روحانیت باقی نہیں رہی۔ یہی حال حضرت نظام الدین صاحب اولیاءؒ حضرت فرید الدین صاحب شکر گنج سے تعلق رکھنے والوں کا ہوا۔ انہوں نے ایک بہشتی دروازہ بنایا ہوا ہے اور جو لوگ وہاں عقیدت اور اخلاص کیساتھ جمع ہوتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ اس دروازہ میں سے گذرو اور آگے چل کر نذر پیش کرو۔ اب بھلا وہ بھی کیا نذر ہوئی جو زبردستی لیجاتی ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ ظاہر اور باطن اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے انسان خواہ کسقدر تدبیریں کرے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی نصرت کے بغیر وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

مسیحیوں کو دیکھ لو

وہ تین سو سال تک غاروں میں رہتے رہے۔ لیکن انہوں نے حضرت مسیحؑ کو نہیں چھوڑا۔ رومی بادشاہ اسوقت بت پرست تھا اور اس نے حکم دیدیا تھا کہ جہاں کوئی عیسائی ملے اسے مار ڈالو چنانچہ وہ اپنی جانیں بچانے کیلئے غاروں میں رہنے لگے۔ میں نے اٹلی میں خود وہ جگہیں دیکھی ہیں جہاں عیسائیوں نے پناہ لی۔ ان غاروں کو کیٹا کومبز کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں انکا نام کہف رکھا گیا ہے۔ وہاں جگہ جگہ کتبے لگے ہوئے ہیں اور ان پر شہید ہونیوالوں کے حالات درج ہیں۔ ایک جگہ ایک لڑکے نے لکھا ہوا تھا کہ یہاں میری ماں میرا باپ اور میرے بھائی اور بہنیں مار دیئے گئے تھے۔ اور وہ اسی جگہ دفن ہیں۔ اے آنیوالے تو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والوں کیلئے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ انکے درجات کو بلند کرے اور انہیں اپنی رضا کا وارث کرے۔ غرض تین سو سال تک عیسائیوں کو ماریں پڑتی رہیں اور بعد میں وہ اسوقت غاروں سے نکلے جب روم کا بادشاہ عیسائی ہو گیا۔ اس نے ایک خواب کی بناء پر عیسائیت کو قبول کیا۔ اور تمام ملک میں اعلان کر دیا کہ اب عیسائیوں کیلئے امن ہے۔ پھر یہ لوگ باہر نکلے مگر اتنی بڑی قربانی کرنے والے عیسائیوں کی اولادوں کا آج کیا حال ہے۔

انہوں نے مسیح کو جو خدا تعالےٰ کا ایک معمولی بندہ تھا خدا بنایا ہوا ہے حالانکہ ان کے آبا و اجداد محض توحید کو قائم رکھنے کے لئے تین سو سال تک غاروں میں رہے تم ایک دن بھی غار میں نہیں رہ سکتے مگر وہ برابر تین سو سال تک غاروں میں اپنی زندگی بسر کرتے رہے وہ چوروں کی طرح رات کو باہر نکلتے اور لوگوں سے چھپ چھپ کر کھانے پینے کی چیزیں اپنے لئے مہیا کرتے اندر ہی ان کے گرجے تھے اندر ہی ان کی شادیاں ہوتی تھیں۔ اور اندر ہی ان کے بچے پیدا ہوتے تھے نہ معلوم کتنی عورتیں وضع حمل کے وقت دائیوں کے نہ ملنے کی وجہ سے مرگئی ہونگی اور کتنے بچے تلف ہوتے ہوں گے۔ مگر انہوں نے سالہا سال ان تکلیفوں کو برداشت کیا اور

خدا تعالےٰ کی وحدانیت

کو چھوڑنے کا انہوں نے خیال تک نہ کیا مگر یہاں یہ حالت ہے کہ ۱۹۵۳ء میں چند مولویوں نے اپنے مخالفانہ وعظوں سے لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکا دیا۔ تو اس مخالفت کی وجہ سے کئی احمدی گھبرا گئے اور وہ شکائتیں کرنے لگے کہ ہمارا پانی بند کر دیا گیا ہے یا ہمیں فلاں فلاں تکلیف پہنچائی جارہی ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے کہ ان دنوں سیالکوٹ کے ضلع سے ایک عورت اکیلی ربوہ پہنچی اور اس نے کہا کہ ہمارے گاؤں میں ایک ہی کنواں ہے جس سے احمدیوں کو پانی پینے سے روک دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے جماعت کے لوگ سخت تکلیف میں ہیں۔ میں نے مردوں سے کہا کہ جاؤ اور ربوہ خبر دو۔ مگر انہوں نے کہا کہ کون جائے رستہ بڑا خطرناک ہے۔ اس پر میں اکیلی آگئی تاکہ میں آپ کو حالات سے باخبر کردوں۔ ان دنوں اتفاقاً چار پانچ دوست باہر سے آئے ہوئے تھے میں نے ان کو کار دے کر کہا کہ فوراً جاؤ اور پانی کھلوا کر آؤ۔ چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے پانی کھلوایا بلکہ ان کے جانے سے اس گاؤں کے لوگ اتنے ڈر گئے کہ انہوں نے کہا کہ احمدیوں کو پانی پینے سے کون روکتا ہے۔ کسی نادان لڑکے نے انہیں روکا ہوگا۔ ہم نے تو نہیں روکا ان کا حق ہے کہ آئیں اور پانی لے جائیں مگر اتنی معمولی تکلیف پر ہی بعض لوگ مرتد ہو گئے

ایک پرانے احمدی تھے

جو ستر پچھتر سال کی عمر کے تھے ان کے پاس بھی گاؤں کے لوگ پہنچے اور کہنے لگے کہ چلو اور مسجد میں چل کر توبہ کرو اس نے کہا ہم تو ہر روز توبہ کرتے ہیں آج مجھ سے نئی توبہ کونسی کروانے لگے ہو۔ وہ کہنے لگے ہماری مراد اس توبہ سے نہیں بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ تم احمدیت سے توبہ کرو۔ وہ کہنے لگا میں اپنے سارے گناہوں سے تمہارے سامنے توبہ کرتا ہوں لوگ خوش خوش واپس چلے گئے۔ اور انہوں نے اپنے مولوی سے جا کر کہا کہ ہم تو اس سے توبہ کروا آئے ہیں۔ اس نے کہا کس طرح وہ کہنے لگے اس نے سب کے سامنے کہہ دیا ہے کہ میں اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ وہ کہنے لگا اس قسم کی توبہ تو وہ تم سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ اگر اس نے واقعہ میں احمدیت سے توبہ کر لی ہے تو پھر اسے مسجد میں لاؤ اور میرے پیچھے نماز پڑھاؤ چنانچہ وہ پھر اس کے پاس گئے۔ وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگا کہ اب پھر تم کیوں آگئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اسلئے آئے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ مسجد میں چل کر نماز پڑھیں۔ تاکہ ہمیں یقین ہو کہ آپ نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے۔ وہ کہنے لگا

میں نے تو اس لئے توبہ کی تھی

کہ مرزا صاحب کہتے تھے۔ نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ زکوٰۃ دو۔ حج کرو جھوٹ نہ بولو۔ شراب نہ پیو۔ جوا نہ کھیلو کنچنیاں نہ نچواؤ۔ اب تم نے جب توبہ کروائی۔ تو میں خوش ہو گیا کہ چلو نمازیں بھی چھوٹیں روزے بھی گئے۔ زکوٰۃ بھی معاف ہوئی حج بھی گیا۔ اب دن رات شرابیں پئیں گے جوا کھیلیں گے۔ کنچنیوں کے ناچ دیکھیں گے مگر تم تو پھر نمازیں پڑھانے کے لئے آگئے ہو۔ اگر نمازیں ہی پڑھانی تھیں۔ تو یہ نمازیں تو مرزا صاحب بھی پڑھایا کرتے تھے پھر توبہ کرنے کا فائدہ کیا ہوا وہ شرمندہ ہو کر اپنے مولوی کے پاس آئے۔ اور انہوں نے

یہ سارا واقعہ اُسے سنایا

وہ کہنے لگا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس نے ضرور کوئی چالاکی کی ہے ورنہ اگر اس نے توبہ کی ہوتی تو یہاں آ کر ہمارے پیچھے نماز کیوں نہ پڑھتا۔ اس شخص کے بیٹے کے دل میں ایمان زیادہ تھا۔ اسے جب اپنے باپ کا یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ بہت نادم ہوا۔ اور اس نے اپنے باپ کو کہا کہ تم نے اتنی کمزوری بھی کیوں دکھائی؟ کئی بیٹے مخلص ہوتے ہیں اور ماں باپ کمزور ہوتے ہیں اور کئی ماں باپ مخلص ہوتے ہیں اور بیٹے کمزور ہوتے ہیں۔ لیکن بہرحال اصل خوبی یہی ہے کہ قوم کو ہزاروں بلکہ لاکھوں سالوں تک توکل اور ایمان کی زندگی نصیب ہو اور اس کے افراد خدا تعالےٰ کے دامن کو ایسی مضبوطی سے پکڑے رکھیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اُس سے جدا ہونا انہیں گوارا نہ ہو۔ اور جماعت میں کبھی ایسے لوگ پیدا نہ ہوں جو

عبداللہ بن سباء

کی طرح فتنہ برپا کرنے والے ہوں یا یزید کی طرح اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہوں یہ لوگ اسی لئے پیدا ہوئے کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ کے اندر نہ خلافت پر سچا ایمان باقی رہا۔ اور نہ اس کے مطابق انہوں نے قربانیاں کیں اگر وہ لاکھوں سال تک ایمان اور عمل صالح پر قائم رہتے تو لاکھوں سال تک خدا تعالےٰ کی حفاظت بھی اُن کے شامل حال رہتی۔ لیکن چونکہ تیس سال کے بعد ہی خلافت راشدہ ان میں باقی نہ رہی اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہی فتنے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اسوقت مسلمانوں کے ایک طبقہ کے اندر نور ایمان باقی نہیں تھا اور جب نور ایمان باقی نہ رہا تو خدا تعالےٰ نے بھی اپنی نصرت کا ہاتھ اُن سے کھینچ لیا۔

آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے

کہ کسی جگہ نور ہو اور وہاں خدا نہ ہو۔ جہاں بھی ایمان اور عمل صالح کا نور ہوگا وہاں خدا ضرور ہوگا اور جہاں ایمان اور عمل صالح نہیں رہے گا۔ وہاں خدا تعالےٰ بھی پیچھے ہٹ جائے گا۔ دیکھ لو اگر آج مسلمانوں کے اندر وہی ایمان پایا جاتا۔ جو امام حسینؓ کے اندر پایا جاتا تھا یا حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے اندر پایا جاتا تھا۔ تو کیا وہ دُنیا میں ذلیل ہوتے وہ ہر جگہ غالب ہوتے اور دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہ کر سکتی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج بھی مسلمانوں کے پاس بادشاہت ہے مگر بادشاہت اصل چیز نہیں بلکہ

دل کی پاکیزگی اصل چیز ہے

یوں تو عیسائیوں کو بھی بادشاہت ملی ہوئی ہے۔ مگر اس بادشاہت کے باوجود خدا تعالیٰ کی لعنتیں ان پر برس رہی ہیں۔ اسی طرح اسرائیل کے پاس بھی بادشاہت ہے۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ داؤد اور مسیحؑ کی بد دعا کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے ان پر لعنت ڈالی ہوئی ہے۔ پس بادشاہت کے ملنے پر خوش نہیں ہو جانا چاہیئے اور نہ خدا تعالےٰ سے بادشاہت مانگنی چاہیئے بلکہ خدا تعالےٰ سے یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدایا تو ہمیشہ ہمارا اور ہماری اولادوں کا ساتھ دے اور ہم میں

نورِ ایمان

کو قائم رکھ اور ہمیں ایسے اعمال کے بجا لانے کی توفیق عطا فرما جو دنیا و آخرت میں تیری رضا کا موجب ہوں اس کے بعد خدا تعالےٰ جو کچھ چاہے گا تمہیں عطا فرما دے گا۔ چنانچہ قرآن کریم نے مومنوں کو جو دعا سکھلائی ہے وہ یہی ہے کہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ یعنی اے خدا تو ہمیں دنیا میں بھی حسنہ دے اور آخرت میں بھی حسنہ دے اگر خالی دنیوی عزت ملے جس کے ساتھ اخروی عزت نہ ہو تو وہ ایک لعنت ہوتی ہے۔ جیسے یہود کو آج کل خالی دنیوی عزت ملی ہوئی ہے یا عیسائیوں کو صرف دنیوی عزت ملی ہوئی ہے۔ مگر اخروی عزت سے انہیں کوئی حصہ نہیں ملا لیکن خالی اخروی عزت بھی ایک بے ثبوت چیز ہوتی ہے۔ ثبوت والی چیز وہی ہوتی ہے۔ جس میں دین اور دنیا دونوں اکٹھے ملیں۔ پس ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ میں

ہمیں یہ دعا سکھلائی گئی ہے

کہ الٰہی ہمیں دُنیا میں بھی عزت بخش اور آخرت میں بھی ہمارے مقام کو بلند کر۔ اگر ہمیں دنیا ملے تو ہم اسے اپنی ذات کے لئے استعمال نہ کریں۔ بلکہ تیرے دین کی شوکت و (؟) کرنے کیلئے استعمال کریں اور تیری رضا اور خوشنودی کے لئے اسے صرف کریں اگر ایسا ہو تو پھر انسان کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور

خدا تعالیٰ کے حضور بھی اس کا رتبہ بڑھتا ہے۔ پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولادوں کے ساتھ قیامت تک رہے تاکہ اس کا نام ہماری نسلیں ہمیشہ بلند کرتی رہیں۔ وہ دنیا کے لئے ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹیں۔ وہ دنیا کے لئے ایک دوسرے سے لڑیں نہیں۔ بلکہ دنیا کے ملنے پر

دین کی اور زیادہ خدمت

کریں۔ اور ہر قسم کی عزت ملنے کے باوجود دین کی خدمت کرنے میں فخر محسوس کریں۔ اور اگر کوئی بادشاہ بھی ہو جائے تو وہ فقیر سے زیادہ متواضع ہو۔ اب جو دنیا میں سیّد کہلاتے ہیں نہ معلوم وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل میں سے ہیں یا نہیں۔ ممکن ہے ان میں سے بعض کسی فقیر کی نسل سے ہوں اور کہلاتے سید ہوں۔ لیکن ان میں کتنا کبر پایا جاتا ہے۔ ہماری والدہ

خواجہ میر درد کی اولاد

میں سے تھیں جو مسلّمہ سیّد تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہمارے ہاں ایک سیّدانی مانگتی ہوئی آگئی اور کہنے لگی کہ مجھے پیاس لگی ہے پانی پلاؤ۔ ہماری والدہ صاحبہ نے ایک خادمہ سے کہا کہ اسے پانی پلا دو۔ اس نے گھڑے میں سے گلاس بھر کر دیا۔ تو اس نے بڑے زور سے گلاس کو پرے پھینک دیا اور کہا "سیّدانی توں توں امتی دے گلاس وچ پانی پلاندی ہیں" یعنی میں تو سیّدانی ہوں مجھے امتی کے گلاس میں کیوں پانی دیتی ہو۔ ہماری والدہ صاحبہ نے ہنس کر کہا کہ میں بھی سیّدانی ہوں اب اس کے سیّدانی ہونے میں تو شبہ ہی تھا۔ نہ معلوم وہ سچی تھی یا جھوٹی۔ مگر ہماری والدہ تو حقیقتاً سیّدانی تھیں۔ خواجہ میر درد کی اولاد میں سے تھیں۔ اور ان کے والد نے پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ ہمارا سلسلہ نسب ایک دن مہدیٔ آخرالزمان کے ساتھ جا ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مخالف حالات میں ان کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور اماں جان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شادی ہوگئی اور

ان کا شجرہ نسب

مہدی موعود سے آکر مل گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ان لوگوں کو برکتیں ملتی ہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اولاد ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ بھی سیّد تھے۔ مگر ابوبکرؓ اور عمرؓ ان سے کم سیّد نہ تھے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد تھے اور ایسے مخلص تھے کہ انہوں نے آپ کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کیا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ فرمایا تو مکہ والوں نے

آپ کی سخت مخالفت کی

ایک دفعہ آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو بعض شریروں نے آپ کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی لاکر رکھ دی۔ اور چونکہ وہ بڑی بھاری تھی۔ آپ سجدہ سے سر نہ اٹھا سکے۔ حضرت فاطمہؓ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ روتی ہوئی آئیں۔ اور انہوں نے آپ کی پیٹھ پر سے اوجھڑی ہٹائی۔ اسی طرح

ایک دفعہ کفار نے

آپ کے گلے میں پٹکا ڈال کر زور سے کھینچنا شروع کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ نے ان کفار کو ہٹایا اور فرمایا اے لوگو تمہیں خدا کا خوف نہیں آتا کہ تم ایک شخص کو محض اس لئے مارتے پیٹتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ وہ تم سے کوئی جائیداد تو نہیں مانگتا۔ پھر تم اسے کیوں مارتے ہو۔

صحابہؓ کہتے ہیں

ہم اپنے زمانہ میں سب سے بہادر حضرت ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے۔ کیونکہ دشمن جانتا تھا کہ اگر میں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مار دیا تو اسلام ختم ہو جائیگا اور ہم نے دیکھا کہ ہمیشہ ابوبکرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوتے تھے تاکہ جو کوئی آپ پر حملہ کرے اس کے سامنے اپنا سینہ کر دیں۔ چنانچہ جب بدر کے موقعہ پر کفار سے مڈبھیڑ ہوئی تو صحابہؓ نے آپس میں مشورہ کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے

ایک عرشہ

تیار کر دیا۔ اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس عرشہ پر تشریف رکھیں اور ہماری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ دشمنوں سے ہم خود لڑیں گے۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گو ہمارے اندر بھی اخلاص پایا جاتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو مدینہ میں بیٹھے ہیں وہ ہم سے بھی زیادہ مخلص اور ایماندار ہیں۔ انہیں پتہ نہیں تھا کہ کفار سے جنگ ہونے والی ہے۔ ورنہ وہ لوگ بھی اس لڑائی میں ضرور شامل ہوتے۔ یا رسول اللہ صلعم اگر خدانخواستہ اس جنگ میں ہمیں شکست ہو تو ہم نے

ایک تیز رفتار اونٹنی

آپ کے پاس باندھ دی ہے۔ اور ابوبکرؓ کو آپ کے پاس کھڑا کر دیا ہے ان سے زیادہ بہادر اور دلیر آدمی ہمیں اپنے اندر اور کوئی نظر نہیں آیا۔ یا رسول اللہ صلعم آپ فوراً ابوبکرؓ کے ساتھ اس اونٹنی پر بیٹھ کر مدینہ تشریف لے جائیں اور وہاں سے ایک نیا لشکر کفار کے مقابلہ کے لئے لائیں جو ہم سے بھی زیادہ مخلص اور وفادار ہوگا۔

اس واقعہ سے اندازہ

لگا لو کہ ابوبکرؓ کتنی قربانی کرنے والا انسان تھا۔ مگر پھر ابوبکرؓ کے ایک بیٹے نے ہی حضرت عثمانؓ پر حملہ کیا۔ گو ابوبکرؓ کی نیکی کی وجہ سے وہ بچ گیا اور اس نے اپنا قدم پیچھے ہٹا لیا۔ چنانچہ جب حضرت عثمانؓ نے اسے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے اگر تیرا باپ اس جگہ موجود ہوتا تو وہ ایسی حرکت نہ کرتا تو اس کا ہاتھ کانپ گیا اور وہ نادم ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ مگر پھر وہ لوگ حملہ کرنے کے لئے مصر سے آئے ہوئے تھے اور جو درحقیقت عبداللہ بن سباء یہودی کے مرید تھے۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے

حضرت عثمانؓ پر حملہ کر دیا

یہ لوگ ایسے ظالم تھے کہ حضرت عثمانؓ کی بیوی آپ کو بچانے کے لئے آگے آئیں تو اس نے ان پر بھی تلوار چلا دی جس سے ان کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ اس وقت حضرت عثمانؓ کی بیوی نے ان سے کہا کہ اے لوگو تمہاری شرافت کو کیا ہوا۔ عرب لوگ تو عورتوں کا بڑا لحاظ کیا کرتے تھے۔ اس پر وہ خبیث کہنے لگا کہ آگے سے ہٹ جا۔ ورنہ ہم تیری گردن بھی اڑا دیں گے۔ اب دیکھو یہ انہیں لوگوں کی اولاد میں سے تھے جنہوں نے اسلام کے لئے بڑی بھاری قربانیاں کی تھیں۔ مگر جب ان کی اگلی نسل میں نورِ ایمان باقی نہ رہا تو

خدا تعالیٰ کی نصرت

بھی جاتی رہی اور وہ لوگ تباہ ہو گئے۔ اس نظارہ کو دیکھتے ہوئے ہم کیا امید کر سکتے ہیں کہ قیامت تک ہماری نسلیں خدا تعالیٰ کی فرمانبردار رہیں گی۔ اور کبھی ان میں دنیاداری نہیں آئے گی۔ دنیاداری تو اتنی جلدی آجاتی ہے کہ ایک دفعہ ہماری مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو رہا تھا کہ ایک احمدی دوست کھڑے ہو گئے وہ ان دنوں حصار میں تھے۔ ان کے بھائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ اور اب ان کے بیٹے بڑے بڑے عہدوں پر ہیں۔ اور کہنے لگے کہ خلافت کا کیا فائدہ ہوا۔ میرے متعلق ایک کیس کے سلسلہ میں انکوائری ہو رہی ہے۔ خلیفہ صاحب کو چاہیئے کہ وہ جائیں اور گورنر کے پاس میری سفارش کریں۔ میں نے ان کے جواب میں کھڑے ہو کر کہا کہ میں ایسی خلافت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اگر خلافت کے یہی معنے ہیں کہ میں ان کے لئے گورنر کے پاس جا کر بھیک مانگوں تو میں اس کے لئے تیار نہیں۔ وہ آدمی نیک تھے۔ میرے اس جواب پر انہوں نے کھڑے ہو کر معافی مانگ لی اور کہا مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑے کئے جاتے ہیں انہیں یہ ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے کے پاس جائیں۔ بلکہ دوسرے لوگ خود چل کر ان کے پاس آتے ہیں۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک گوشۂ تنہائی میں رہنے والے تھے۔ مگر فنانشل کمشنر لاہور آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ اسی طرح ۲۵ء میں گورنر پنجاب خود مجھ سے ملنے کیلئے منالی آیا۔ اس ملاقات کی تقریب

اعلان نکاح

بتاریخ ۲۷-۹-۵۸ عزیزی مرزا محمد صدیق ولد مرزا نور محمد صاحب محلہ پٹ رنگاں بھاٹی گیٹ لاہور کا نکاح ہمراہ بشریٰ بیگم بنت ٹھیکیدار محمد حنیف صاحب احمد نگر سے ایک ہزار روپیہ مہر پر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مسجد مبارک ربوہ میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ نکاح فریقین کے لئے مبارک کرے اور نیک نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

ایم نظر محمد

محلہ پٹ رنگاں۔ بھاٹی گیٹ۔ لاہور

اصحابِ سبقت

ذیل میں ایسے احباب کی فہرست کی دوسری قسط دی جاتی ہے۔ جنہوں نے ۳۱ تک چندہ وقف جدید کے وعدے سو فیصدی ادا فرما دیئے ہیں۔ ان مخلصین کے نام حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں بھی دعا کے لئے پیش کئے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس قربانی کا بیش از بیش اجر عطا فرمائے۔

نوٹ:۔ ۱۰ر فروری ۱۹۵۸ء تک ادائیگی کی فہرستیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ فہرست ادائیگی ۱۰ر فروری سے ۳۱ر جولائی تک ادا کرنے والے مخلصین کی ہے۔

(انچارج دفتر وقف جدید ربوہ)

سید زمان شاہ صاحب کلرک بی۔ اے۔ ایس سکول سرگودھا ۔/۶
قریشی غلام محی الدین صاحب دولت پور سیالکوٹ ۶/۔
قاضی محمد برکت احمد صاحب ایم اے خیر پور سندھ ۔/۶
رشید احمد صاحب بھیرہ ۶/۔
محمد الدین صاحب چک ۶۶ شمالی ضلع سرگودھا ۔/۵۸
سید مسعود احمد صاحب بخاری پونچھ ہاؤس کالونی۔ لاہور ۔/۳۹
چوہدری عبد الحمید صاحب چک ۳۳ لائلپور ۔/۱۲
محمد عبد اللہ صاحب " " ۔/۱۲
بشیر احمد صاحب " " ۔/۶
مہراں بی بی صاحبہ دار الرحمت غربی ربوہ ۶/۔
نعیم الدین صاحب باڈی گارڈ ربوہ ۔/۶
خلیفہ صلاح الدین صاحب دار الیمن ربوہ ۶/۔
ڈویژنل اکونٹنٹ نوراں والی سید محمد میاں صاحب سلیم شاہجہان پوری ۔/۱۲
شیخ ریاض محمود سلطان پورہ معہ عزیز احمد صاحب ۔/۳۶
غلام احمد صاحب کنری سندھ ۔/۹۱
عبد الرحمن صاحب جڑانوالہ ۔/۱۸
ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب ایم آر او شادیوال خان ضلع اٹک ۸/۔
مشتاق احمد صاحب دار الصدر غربی ربوہ ۶/۔
رشید احمد صاحب غالد ۶/۔
عنایت اللہ صاحب ص۔ م جماعت ماڈل ٹاؤن لاہور ۔/۱۲۳
عبد المغنی صاحب خادم منیجر خانیوال ۱۲/۸/۔
عبد الواحد صاحب رحمان بکنساری سٹور گوجرخان ۶/۔
مسعودہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ دار الشکر ربوہ ۔/۴۲
صالح محمد صاحب غانا بذریعہ P.S ۔/۴۶/۸
مولوی عبد الکریم صاحب پسر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم لندن ۶/۱۰/۔
سید غلام احمد صاحب ویکسی نیٹر ص۔ م جماعت مظفر گڑھ ۔/۱۳۰
چوہدری ظفر احمد صاحب کلرک روڈ رائے پور قادر آباد ضلع سیالکوٹ معہ بچگان ۱۲/۔

اہلیہ صاحبہ ظفر احمد خاں صاحب رانجھا پرو رشید یکوٹ ۶/۔
والدہ صاحبہ " " " ۶/۔
ناصر احمد صاحب برادر " " " ۶/۔
مبشر احمد صاحب " " " ۶/۔
مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری ۱۲/۔
چوہدری محمد اکرام خاں صاحب باندھی نواب شاہ سندھ ۴۰/۔
ملک بشیر احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ انجینئر لاہور ۳۰/۔
محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ بذریعہ P.S ربوہ ۶۰۰/۔
مرزا عبد الرحمن صاحب محاسب کراچی ۳۸۷/۱۴/۔
غلام سرور صاحب ص۔ م چک ۷۹ ذاکی کوٹ شیخوپورہ ۶/۔
عبد المجید صاحب ص۔ م احمد نگر احسان الٰہی صاحب ۶/۔
مرزا اسلام اللہ صاحب چنیوٹ ۶/۔
مرزا اسلام اللہ صاحب مرزا منظور احمد صاحب منجانب والد و والدہ ۱۲/۔
شان بی بی صاحبہ بیوہ منشی اللہ دتہ صاحب مرحوم پریم کوٹ۔ حافظ آباد ۶/۔
عبد الغنی صاحب نور آباد لاکھا روڈ سندھ ۶/۔
رحمت اللہ صاحب نور آباد لاکھا روڈ سندھ ۶/۔
ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب " " " ۶/۔
علی گوہر صاحب " " " ۶/۔
از دفتر لجنہ مرکزیہ بحساب لجنہ شیخوپورہ ۸/۔
حکیم شمیم حسین صاحب وزیر آباد ۲۳/۱۰/۔
حاجی نذیر احمد صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ ۶/۔
چوہدری محمد یوسف صاحب لوکے بھگت ضلع سیالکوٹ ۶/۔
میر اللہ بخش صاحب تسنیم راہوالی ۱۴/۔
چوہدری اقبال احمد صاحب حویلیاں ضلع ہزارہ ۶/۔
خادم علی صاحب ص۔ م کلاسوالہ سیالکوٹ ۱۲/۔
چوہدری دین محمد صاحب بھوڑو چک ۱۸ ضلع شیخوپورہ ۱۱/۱۴/۔
بذریعہ محمد پریل صاحب غلام الرسول صاحب کنڈیارو سندھ ۶/۔
سید محمد احمد صاحب ابن محمد یوسف صاحب گھیر کھاریاں ضلع گجرات ۶/۔

سید عبد الغنی صاحب گھیڑ کھاریاں ضلع گجرات ۶/۔
فضل کریم صاحب ص۔ م کڑیانوالہ گجرات ۸/۔
چوہدری فتح محمد صاحب نہال کھاریاں ضلع گجرات ۶/۔
مستری منظور محمد صاحب " " ۶/۔
حکیم حفیظ الرحمن صاحب حنیف سنوری لال حویلی اکبری منڈی لاہور ۱۰/۔
چوہدری رشید علی صاحب چائینہ ضلع سیالکوٹ ۶/۔
غلام قادر صاحب ص۔ م ۱۶۵/۱۲ فقیر والی بہاولنگر ۶/۔
خلیل الرحمن صاحب ڈسٹرکٹ ایکشن آفیسر قلات ۶/۔
از اہلیہ صاحبہ خلیل الرحمن صاحب " " ۶/۔
محمد الدین صلاح الدین صاحب آئینہ کرم پور ضلع شیخوپورہ ۱۲/۔
محمد اسلم صاحب " " ۹/۔
ابراہیم صاحب " " ۶/۔
حکیم عبد الرحمن صاحب " " ۶/۔

چوہدری علم الدین صاحب آڑھتی ہارون آباد ۶/۔
مستری محمد الدین صاحب خرادوالہ " " ۶/۔
رانا محمد خان صاحب ایڈووکیٹ " " ۶/۔
چوہدری علی اکبر خان صاحب مرحوم " " ۶/۔
ملک چوہدری خان صاحب چک ۴۰R/۴۲ " ۶/۔
حیدر علی صاحب معہ اہلیہ دھونوانا شاہ پور ۱۲/۔
پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ ۶/۔
بذریعہ II Year class ۱۹/۔
امۃ الرشید صاحبہ II Year ۶/۔
حامدہ صاحبہ " " ۶/۔
طاہرہ صاحبہ " " ۶/۔
IV Year class ۲۱/۔
چوہدری غلام مجتبےٰ صاحب ایڈووکیٹ لاہور ۶/۔

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب صرف تین چار ماہ کا عرصہ رہ گیا ہے لیکن ابھی تک چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی سالانہ بجٹ کے مقابلہ میں محض پندرہ فی صدی ہے۔ اس وقت تک تو اس چندہ کی نصف رقم وصول ہو جانی چاہیئے تھی۔ کیونکہ یہ چندہ مئی سے لے کر دسمبر تک آٹھ مہینوں میں پورا وصول ہو جانا چاہیئے تھا تا جلسہ سالانہ کا خرچ اسی چندہ کی آمد سے ادا ہو جاوے۔ کئی جماعتوں کی طرف سے نصف وصولی بھی ہو چکی ہے بلکہ بعض جماعتیں تو اس سال کا سال بھر کا بجٹ پورا کر چکی ہیں۔ دوسری تمام جماعتوں سے التماس ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی پوری توجہ اور محنت سے شروع کر دیں۔ اب مزید التواء کی گنجائش نہیں

(ناظر بیت المال ربوہ)

وکیل المال کی ڈاک

وقت اور مال کی قربانی کے قابلِ قدر نمونے

۱۔ مکرم جناب مرزا عبد الحق صاحب صوبائی امیر سرگودھا سے تحریر فرماتے ہیں:۔
"آپ کے فرمانے کے مطابق امسال انشاء اللہ دفتر دوم کے وعدہ جات حاصل کرنے کے لئے زیادہ جدوجہد کریں گے۔ میں دو تین مستعد دوستوں کی ایک کمیٹی اس غرض کے لئے بنا دوں گا۔"

۲۔ مکرم محمد مختار صاحب جھنگ شہر سے تحریر فرماتے ہیں:۔
"آپ کی تحریر کردہ چٹھی ملی۔ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے رقم کا بندوبست بھی اسی روز کر دیا ...... الحمد للہ اسی دن ۔/۲۷۵ روپیہ سیکرٹری صاحب مال جھنگ شہر کے سپرد کر دیا۔"

(قائمقام وکیل المال اوّل تحریک جدید)

درخواستِ دُعا مکرم چوہدری نبی احمد صاحب باجوہ پروپرائٹر باجوہ جنرل سٹور ربوہ کو عرصہ چار سال سے پاؤں پر چنبل کی تکلیف ہے۔ درمیان میں کبھی کبھی مرض کم بھی ہو جاتا ہے۔ مگر دوبارہ عود کر آتا ہے۔ جس کی وجہ سے انہیں بڑی تکلیف اور پریشانی ہے۔ احباب کرام اور بزرگان سلسلہ ان کی مکمل صحت یابی کی دعا فرمائیں۔

اس طرح پیدا ہوئی کہ میں نے اپنی ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ سے ایک دفعہ منالی کے پہاڑوں کا ذکر کیا کہ وہ بہت اچھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بھی دکھائیں۔ ان دنوں وہاں مسٹر ہرک اسسٹنٹ کمشنر لگے ہوئے تھے۔ اور چونکہ منالی میں رہائش کی جگہ کم ملتی ہے اس لئے میں نے انہیں لکھا کہ آپ ہمارے لئے ڈاک بنگلہ کا انتظام کر دیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ بڑی خوشی سے آ جائیں۔ آپ کے لئے ڈاک بنگلہ میں سات دن ٹھہرنے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ جب ہم کلو پہنچے تو میں نے

چوہدری مظفر الدین صاحب

کو جو اس وقت میرے پرائیویٹ سیکرٹری تھے تحصیلدار کے پاس بھیجا اور میں نے کہا ان سے پوچھو کہ ڈاک بنگلہ رُکا ہوا تو نہیں۔ اگر رُکا ہوا نہ ہو تو ہم مقررہ وقت سے ایک دو دن پہلے ہی آ جائیں جب وہ گئے تو میں نے اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ مجھے کوئی الہام تو نہیں ہوا لیکن میرے دل میں بڑے زور سے یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ وہاں گورنر پنجاب مجھ سے ملنے کے لئے آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چوہدری مظفر الدین صاحب واپس آئے تو کہنے لگے کہ تحصیلدار کہتا تھا کہ اب پہلے اور پچھلے کا کوئی سوال نہیں۔ آپ کو اپنی پہلی اجازت بھی منسوخ سمجھنی چاہیئے۔ کیونکہ ہمیں حکم آ گیا ہے کہ اب یہ بنگلہ کسی اور کو نہ دیا جائے۔ میں نے کہا اس سے وجہ بھی تو پوچھنی چاہیئے تھی۔ وہ کہنے لگے میں نے پوچھا تھا۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں بتا نہیں سکتا۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا آپ پھر جائیں اور اس سے کہیں کہ تم تو نہیں بتاتے لیکن ہم تمہیں بتا دیتے ہیں کہ

اس کی وجہ یہ ہے

کہ گورنر صاحب آ رہے ہیں۔ اب ہمارے بتا دینے پر تو آپ کو اقرار کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ چوہدری صاحب نے جب اس سے یہ بات کہی تو وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا آپ کو کس طرح پتہ چلا کہ گورنر آ رہا ہے یہ امر تو بہت ہی مخفی رکھا گیا تھا۔ خیر جب مجھے معلوم ہوا کہ پہلا انتظام بے کار ہو گیا ہے تو میں نے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو بھیج دیا کہ وہاں جا کر کوئی مکان تلاش کریں۔ چنانچہ ایک ہندو جو سشن جج تھا اس کا مکان ہمیں مل گیا اور ہم وہاں چلے گئے۔ دوسرے دن صبح کے وقت ہم سیر کے لئے گئے

اور چار پانچ گھنٹے باہر رہے۔ نماز پڑھ کر ہم واپس آ رہے تھے کہ تحصیلدار صاحب میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے۔ میں نے جو خط آپ کو بھیجا تھا وہ آپ کو مل گیا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ میں تو ابھی باہر سے آ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ

گورنر صاحب

نے مجھے ایک خط دیا تھا اور کہا تھا کہ آپ کو پہنچا دیا جائے۔ وہ آپ کے گھر سے کسی فلاں آدمی نے دستخط کئے ہیں۔ میں نے کہا اس نام کا تو ہمارے ساتھ کوئی آدمی نہیں۔ وہ کہنے لگے آپ گھر جا کر مجھے اطلاع بھجوائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خط ضائع ہو جائے اور گورنر صاحب مجھ پر ناراض ہوں۔ راستہ میں میں نے اپنی ہمشیرہ اور ام طاہر مرحومہ سے کہا کہ

یہ وہی بات ہے

جو میں نے کہی تھی۔ اور گو وہ خط میں نے ابھی تک نہیں دیکھا مگر اس میں یہی مضمون ہو گا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ گھر پہنچ کر خط کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر کل عصر کے وقت آپ میرے ساتھ چائے پئیں تو یہ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہو گا۔ پھر ہم نے تحقیق کی کہ اس چٹھی کو وصول کس نے کیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ ہمارے ہاں کوئی مہمان آئے ہوئے تھے انہوں نے اس وقت دستخط کر دیئے تھے۔ کیونکہ گھر میں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ چونکہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی یہ خیال ڈالا گیا تھا کہ گورنر پنجاب مجھ سے کانگڑہ کے ضلع میں ملیں گے۔ اس لئے میں نے ان سے ملنا منظور کر لیا دوسرے دن مقررہ وقت پر میں ان سے ملا۔ ان کا بیٹا جو کانگڑہ کے ضلع میں ڈی سی تھا اور ان کی بہو بھی وہاں موجود تھیں انہوں نے اپنے بیٹے اور بہو کو میرے سامنے اس طرح پیش کیا جیسے میں نواب ہوں اور وہ میرے نوکر ہیں۔ اور پھر پانچ بجے سے لے کر نو بجے تک پورے چار گھنٹے وہ مجھ سے باتیں کرتے رہے چونکہ رات زیادہ ہو گئی تھی اور پہاڑوں پر سردی ہوتی ہے اس لئے وہ اندر سے کمبل لے آئے انہوں نے میرے پیروں پر ڈال دیا۔ میں نے ان سے ایک دفعہ کہا کہ اب وقت زیادہ ہو گیا ہے اور پہاڑی علاقہ ہے وہ کہنے لگے

آپ کچھ فکر نہ کریں

میری ڈانڈی آپ کو لے جائے گی۔ اور پولیس آپ کے ساتھ جائے گی۔ چنانچہ رات کے نو بجے ہم اٹھے اور سرکاری ڈانڈی جس کے ساتھ حفاظت کے لئے پولیس مقرر تھی مجھے اپنے مکان پر پہنچانے کے لئے بھجوائی گئی اب بتاؤ کہ جس سے ملنے کے لئے خود گورنر آئے اور اس کے سامنے اپنے بیٹے اور بہو کو پیش کرے اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ کسی کی سفارش کے لئے گورنر کے پاس جائے۔ اگر ہماری آئندہ اولادیں بھی ایسی ہی باغیرت ہوں تو ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے لیکن اگر خدا نخواستہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے مارے مارے پھرنے لگیں اور دنیا طلبی کی خواہش ان میں پیدا ہو گئی۔ تو پھر ان کا وجود نہ دین کے لئے مفید ہو گا۔ اور نہ دنیا میں وہ کوئی عزت حاصل کر سکیں گے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو

دنیا طلبی سے اتنی نفرت تھی

کہ ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے تحصیلداری کا امتحان دیا۔ تو حضرت صاحب کو بھی انہوں نے دعا کے لئے لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کا رقعہ پڑھ کر سخت غصہ آیا اور آپ نے اسے پھاڑ دیا۔ مگر ادھر آپ نے رقعہ پھاڑا اور ادھر آپ کو الہام ہوا کہ "پاس ہو جائے گا" (تذکرہ ص۱۲۵) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ وہ پاس ہو گئے۔ اور پھر قائمقام ڈپٹی کمشنر ہو کر ریٹائر ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ جن کو روحانی مراتب عطا فرماتا ہے۔ ان کو ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ دنیا کے لوگوں کے پاس جائیں۔ بلکہ دنیا کے لوگوں کے پاس جائیں۔ بلکہ دنیا کے لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ کہ وہ ان کے پاس آئیں۔ اور ان سے فیض اٹھائیں۔ ایک دفعہ کشمیر کے فسادات کے سلسلہ میں میں شملہ گیا اور

لارڈ ولنگڈن سے ملا

ملاقات کے بعد لارڈ ولنگڈن کا سیکرٹری میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا اسسٹنٹ جو مسٹر گریفن کا پوتا ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے میں نے اس سے کہیں ذکر کیا تھا کہ مسٹر گریفن کا میرے دادا سے بڑا تعلق رہا ہے۔ اور اس کی کئی چٹھیاں ہمارے دادا کے نام موجود ہیں۔ اس نے اس بات کا اپنے اسسٹنٹ سے ذکر کر دیا کیونکہ وہ

مسٹر گریفن کا پوتا تھا

اور اس نے مجھ سے ملنے کی خواہش کی

چنانچہ وہ مجھ سے ملا اور کہنے لگا کہ میں اپنے دادا کی وہ چٹھیاں دیکھنا چاہتا ہوں جو انہوں نے آپ کے دادا کو لکھی تھیں۔ میں نے کہا کہ وہ کتاب البریہ میں چھپی ہوئی ہیں۔ آپ جب چاہیں وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ مسٹر گریفن امرتسر کا کمشنر تھا۔ اور اس زمانہ میں کمشنر کے اختیارات گورنر کے برابر ہوا کرتے تھے اور کمشنری بھی صرف امرتسر کی ہی ہوا کرتی تھی۔ جب ہم وہاں سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو سامنے سے وائسرائے اپنی موٹر میں آ رہا تھا اس کا کوئی دانت خراب تھا وہ ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے جا رہا تھا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو دور سے ہی مجھے سلام کرنا شروع کر دیا۔ مگر میں نے نہ پہچانا کہ یہ کون شخص ہے۔ چنانچہ میں نے

درد صاحب سے پوچھا

کہ یہ کون ہے۔ جس نے سلام کیا ہے۔ وہ کہنے لگے ابھی تو آپ ان سے مل کر آئے ہیں یہ لارڈ ولنگڈن تھے اور انہوں نے تو آپ کو دیکھ کر دور سے ہی سلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ میں نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا شاید وہ اپنے دل میں خیال کرتے ہوں گے کہ بڑے گھمنڈ والے آدمی ہیں۔ میں نے سلام بھی کیا۔ مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حالانکہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ کوئی اجنبی آدمی ہے۔ جو کسی اور کو سلام کر رہا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے بندوں کا دوسرے لوگوں کے دلوں پر رعب ڈال دیتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ کی مسافت پر بھی میرا دشمن ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر میرا رعب ڈال دیتا ہے۔ یہ رعب اپنے اپنے درجہ اور مقام کے مطابق ہوتا ہے۔ کسی کا مہینہ بھر کی مسافت تک رعب جاتا ہے کسی کا چند دنوں کے فاصلہ تک رعب جاتا ہے۔ کسی کا چند گھنٹوں کے فاصلہ تک رعب جاتا ہے۔ مگر ہوتا یہی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا ہو جاتا ہے۔

ہم سے خط و کتابت

کرتے وقت اپنی چٹ

نمبر کا حوالہ اور اپنا

—— پتہ ——

خوشخط لکھا کریں۔

(مینیجر)

روس نے ایٹمی تجربے پھر شروع کر دیئے

ٹوکیو یکم اکتوبر۔ جاپانی سائنسدانوں نے کل رات کہا کہ روس نے سائبیریا میں ایک ایٹمی ہتھیار کا تجربہ کیا ہے۔ سائنسدانوں نے کہا ہے کہ ایٹمی دھماکہ جھیل بائیکال کے علاقہ میں کیا گیا ہے۔

کل لنڈن میں دفتر خارجہ نے تصدیق کی کہ کل سوویٹ یونین میں دو ایٹمی دھماکے ہوئے +

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور ڈویژن

ٹنڈر نوٹس

(ا) مجھے مندرجہ ذیل کاموں کے لئے ۸ ؍ اکتوبر ۵۸ء کے دو بجے بعد دوپہر تک نظر ثانی شدہ شیڈول ریٹ کے مطابق فیصدی نرخ پر مبنی مقررہ فارموں پر (جو میرے دفتر سے تاریخ مذکورہ بالا کے ایک بجے بعد دوپہر تک بجساب ایک روپیہ فی فارم مل سکتے ہیں) مہر بند ٹنڈر مطلوب ہیں — آمدہ ٹنڈر ۸ ؍ اکتوبر کو ہی حاضرین کے سامنے ۲ بجے بعد دوپہر کھولے جائیں گے۔

نمبر شمار	نوعیت کام	تخمینہ لاگت معہ ٹنڈر پرسنٹیج	زر ضمانت جو ڈویژنل پے ماسٹر صاحب این ڈبلیو آر لاہور کے پاس جمع کرانا ہوگا	مدت تکمیل کام
(۱)	ہیڈ کوارٹرز پلان نمبر $\frac{۲۱۵۲۷}{R-۳}$ کے مطابق متعلقہ آئی او ڈبلیو ۔۔۔ میں درجہ چہارم کے سٹاف کوارٹروں کے ۱۸ یونٹ۔ اور لاہور آئی او ڈبلیو ۳ میں درجہ چہارم کے سٹاف کوارٹروں کے چھ یونٹ ۵۸-۵۹ء میں تعمیر کرنا۔	۳۴ ہزار روپیہ	سات صد روپیہ	چھ ماہ
(۲)	پلان نمبر ۴ ۶ - ۵ $\frac{\text{مغلپورہ - کالونی}}{\text{۱۹۵۸ - لاہور}}$ کے مطابق مغلپورہ میں بنگلہ نمبر ۲۰۵ تا ۲۱۰ اور ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۵۳ تا ۱۵۸، ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۳۱ - ۱۳۲، ۲۶۳، ۲۴۸، ۲۵۲، ۲۵۳ - ۲۵۴، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۴ اور ۳۱۵ میں ہندوستانی طرز کے پاخانے، غسل خانے اور باورچی خانے تعمیر کرنا۔	بتیس ہزار روپیہ	چار صد روپیہ	تین ماہ

(ب) وہ ٹھیکیدار جن کے نام ڈویژن ہذا کے منظور شدہ ٹھیکیداروں کی فہرست میں درج نہیں۔ ۸ ؍ اکتوبر سے قبل اپنے نام اس فہرست میں اپنی مالی پوزیشن اور سابقہ تجربہ کے متعلق سرٹیفکیٹ پیش کر کے درج کرا سکتے ہیں اور ٹنڈر پیش کر سکتے ہیں۔

(ج) مفصل شرائط، ہدایات اور نظر ثانی شدہ شیڈول ریٹ اور تخمینہ ہائے لاگت وغیرہ میرے دفتر میں روزانہ کاروباری اوقات کے اندر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ ادارہ ریلوے اس بات کا پابند نہیں کہ وہ کوئی کم سے کم ٹنڈر یا کوئی خاص ٹنڈر ضرور بالضرور منظور کرے۔ زر ضمانت جناب ڈویژنل پے ماسٹر صاحب این ڈبلیو آر لاہور کے پاس ۸ ؍ اکتوبر سے قبل جمع کروا دینا ٹھیکیداروں کے لئے مفید ہوگا۔

ٹنڈروں میں پرسنٹیج ریٹ کامل اعداد میں درج ہونا چاہیئے۔ کسور پر مشتمل نرخ قابل نامنظوری ہوں گے۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے۔ لاہور

NO-128-W/14/1/3/8

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ کا نیا دفتر

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ کا دفتر صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر سے منتقل ہو کر گول بازار میں ادارہ خدمت خلق کے ساتھ والی دوکان میں آ گیا ہے۔

اسلئے آئندہ خریدارانِ کتب اور دیگر احباب ہمارے پاس گول بازار میں تشریف لا کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

مینیجنگ ڈائرکٹر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گول بازار ربوہ

مسٹر ساغر رہا کر دیئے گئے

راولپنڈی ۲ اکتوبر۔ دو ماہ کی نظربندی کے بعد تحریک آزادی کشمیر کے دو سرے سیکرٹری جنرل مسٹر اے آر ساغر اور اسسٹنٹ پبلسٹی سیکرٹری مسٹر منظور دستانی آج گھوڑا گلی سب جیل سے رہا کر دیئے گئے

کولمبو طاقتوں کی آئندہ کانفرنس

جاکرتہ ۲ اکتوبر۔ انڈونیشی خبر رساں ایجنسی انتارا نے کہا حکومت انڈونیشیا نے کولمبو طاقتوں کی آئندہ کانفرنس انڈونیشیا میں بلانے کا فیصلہ کیا ہے یہ کانفرنس ۱۹۵۹ء میں ہوگی